ف کب قبول کرگئی ہے۔ مسیح موعود آیا۔ اور چلا گیا۔ مگر یہ قادیانی کوّا تو اوسی طرح کاں کاں کرتا رہا۔

کیا یہ کوّا اوس وقت سیدھا ہوگا۔ جب دجّال کے گدھے کو سینگ نکلیں گے جس کی بابت بافسوس کہا گیا ہے

مراد دجّال لیکن ہے ابھی اسکا گدھا باقی

ناظرین کرام | ایک مہینہ تک اِس تفسیر سے قوت حاصل کریں آئندہ ہر نمبر مرقع میں اِس کا دوسرا نمبر بتادینگے جو اِس سے لذیذ تر ہوگا

کیا کوئی ہے۔ جو ایسی تفسیر لکھنے میں قادیانیوں کا مقابلہ کر سکے۔ ہرگز نہیں۔

میرے معشوق کے دو ہی پتے ہیں
کمر پتلی صراحی دار گردن

قادیانی الف لیلہ

مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار یہ الہام مشتہر کیا انه آوی القریة جس سے اصلی مقصود یہ تھا کہ قادیاں میں طاعون نہیں آئے گا۔ اس کے بعد رسالہ دافع البلا میں تمام دنیا کے لوگوں کو للکارا کہ کوئی ہے کہ وہ بھی ہماری طرح اپنے اپنے شہر کی بابت کہے انه آوی القریة۔ یعنی یہ گاؤں طاعون سے محفوظ ہے اور لکھا کہ طاعون کا یہاں آنا کیا باہر سے طاعون زدہ کوئی آتا ہے تو وہ اچھا ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد جب طاعون قادیاں میں پہنچا تو اعلان جاری کیا۔ کہ چونکہ آجکل مرض طاعون ہر ایک جگہ بہت زور سے ہے اگرچہ قادیاں میں نسبتاً آرام ہے۔ لیکن مریدوں کا اجتماع قرین مصلحت نہیں۔ اس لئے دسمبر کی تعطیلوں میں جیسا کہ پہلے اکثر احباب قادیاں میں جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اب کی دفعہ اس اجتماع کو موقوف رکھیں۔ اور اپنی اپنی جگہ پر خدا سے دعا کرتے رہیں کہ وہ اس خطرناک ابتلا سے اُن کو اور اُنکے اہل وعیال کو بچائے۔

فقرہ (نسبتاً آرام ہے) میں یہ صنعت رکھی گئی۔ کہ لفظ آرام سے نمایاں تو یہی ہے کہ وہاں طاعون نہیں ہے جس سے اُس الہام کا صادق ہونا معلوم ہو جائے مگر نسبتاً کے لفظ سے نکتہ شناس سمجھ جائیں کہ طاعون موجود ہے۔ اس لئے وہاں جانے سے رک جائیں۔ پھر جب قادیاں کے چوہڑوں میں طاعون کی کثرت ہوئی تو فرمایا کہ الہام انہ آوی القریۃ میں قادیاں کا نام ہی نہیں اور قریہ قرا سے نکلا ہے جس کے معنے جمع ہونے اور اکٹھے بیٹھکر کھانے کے ہیں یعنی وہ لوگ جو آپسمیں مواکلت رکھتے ہیں اس میں ہندو اور چوہڑے داخل نہیں ہیں۔ (اخبار البدر ۳) مطلب یہ ہوا کہ ہندو اور چوہڑے مل کر نہیں کھاتے حالانکہ لفظ قریہ سے ملکر کھانا سمجھا جاتا ہے اس لئے اِن میں طاعون ہونا الہام کے مخالف نہیں مگر اس کا جواب کیا جو دافع البلا مطبوعہ ریاض ہند میں فرماتے ہیں کہ خدا نے سبقت کر کے قادیاں کا نام لے دیا عجیب ملہم ہے کہ ابھی سبقت کر کے قادیاں کا نام لے دیا تھا۔ اور ابھی انکار کر دیا۔ کہ الہام میں قادیاں کا نام ہی نہیں۔ 3 اکتوبر 1903ء

اللہ اللہ خدا کی شان۔ کل کا ذکر ہے کہ یوں کہا جاتا تھا اور شور مچایا جاتا تھا کہ قادیاں کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کی تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے (دافع البلا) مگر آج یہ بات کھلی کہ قادیاں کا نام ہی نہیں۔ اس کے بعد مرزا صاحب کے اخبار البدر (قادیاں میں لکھا گیا تھا۔ کہ قادیاں میں طاعون حضرت مسیح مرزا صاحب

کے صدر کے ماتحت اپنا کام برابر کر رہا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ طاعون اپنا پورا کام کر رہا ہے اور معتبر شہادتوں سے ثابت ہے کہ مارچ اپریل ۱۹۰۴ء کے دو مہینوں میں قادیان میں ۳۱۴ آدمی طاعون سے مرے حالانکہ کل آبادی ۲۸۰۰ کی تھی اور سب لوگ ادھر اُدھر بھاگ گئے اور تمام قصبہ ویران سنسان نظر آتا تھا۔

صاحبان دیکھتے ہو کہ اس خلاف بیانی کی کوئی حد بھی ہے پہلے تو قادیان رسول کی تختگاہ ہونے کی وجہ سے طاعون کی محل نہ تھی کہ اس میں قدم رکھے بلکہ طاعون زدہ آکر اسمیں اچھے ہوتے ہیں۔ پھر چوہڑوں کے مرنے سے وہی قادیان مسلمانوں کا نام ٹھہرا کہ وہ نہیں مریں گے مگر اس کی وجہ معلوم نہ ہوئی کہ مریدین وہاں آنیسے کیوں روکے گئے۔ مرزا صاحب کا فرض تھا کہ ان کو اس آرام میں شریک کرتے جو تمام مسلمانوں کو تھا۔ بلکہ ایک اعلان کل مریدوں میں جاری کرتے۔ کہ طاعون زدہ مقاموں کو چھوڑ کر مع اہل وعیال فوراً اس دارالامان میں چلے آئیں۔ پھر جب دو ہی مہینوں میں قریب آٹھویں حصہ کے باشندگان قادیان شکار طاعون ہو گئے۔ تو وہی طاعون جو وہاں قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ مرزا صاحب کے الہام کے ماتحت ہو کر برابر اپنا کام کرنے لگا۔ جبکہ مرزا صاحب کی یہ حالت ہوئی کہ جہاں باہر سے آنیوالے مریض اچھے کئے جاتے تھے۔ اپنے حواریوں کو نذر طاعون فرما رہے ہیں۔ چنانچہ اخبارات سے ظاہر ہے کہ خاص اخبار البدر کا ایڈیٹر جس نے بڑے شدومد سے لکھا تھا کہ طاعون حضرت مسیح کے ماتحت ہو کر اپنا کام کر رہا ہے۔ یہی طعمۂ طاعون ہو گیا۔ اور اس کا دورہ ختم نہیں ہوا تھا

اس الہام کی جولانی بھی طاعون سے کم نہیں قدم بقدم طاعون کے ہمراہ ہے اگر کوئی دہریہ اس قسم کی بات کہتا تو یہ سمجھا جاتا کہ خدا تعالےٰ کی توہین کی تدبیر اس نے نکالی ہے مگر کمال حیرت کا مقام ہے کہ مرزا صاحب آخر خدا کو مانتے تھے اور جمیع عیوب سے اس کو منزہ جانتے تھے باوجود اس کے ایسے

الزام اُس پر لگایا گیا ہے۔ کیا کوئی مسلمان اس الہام کی صحت کی راے قائم کرسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب سے کہا تھا کہ پورا قادیان طاعون سے محفوظ رہیگا۔ اور اس کے بعد یہ کہا کہ نہیں صرف مسلمان محفوظ رہیں گے پھر ہوا یہ کہ مسلمان اور ہندو دونوں ہلاک اور گاؤں تباہ ہو گیا۔ فلاسفر اس پر کیسے ٹھٹھے کرتے ہونگے۔ کہ یہ لوگ جس کو خدا سمجھتے ہیں اس کی یہ حالت کہ اتنا بھی اس کو معلوم نہیں۔ کہ طاعون وہاں آئیگا یا نہیں۔ اور اتنی بھی اس کو قدرت نہیں۔ کہ اپنی بات سچ کرنے کو طاعون سے اس کی حفاظت کرسکے۔ اور اتنا عاجز کہ چھوٹے سے گاؤں کو بچانے کا وعدہ کرکے نہ بچاسکا اور ایسا تلون کہ کہا کچھ اور کیا کچھ اور جس کو رسول بنا کر آپ نے بھیجا اس کو جھوٹا ثابت کرکے ہمچشموں میں ذلیل وخوار کیا۔ غرض فلاسفہ کو خدا اور رسولوں سے انکار کرنے کے لئے یہی ایک حیلہ بس ہے اور اس پر قیاس جا سکتے ہیں۔

حالانکہ مرزا صاحب کو فلاسفہ کا اتنا خوف تھا کہ فرماتے ہیں کہ اگر عیسیٰؑ کا آسمان پر جانا تسلیم کیا جائے تو فلاسفہ نہیں گے۔ یہاں یہ خیال نہیں فرمایا کہ فلاسفہ خدا پر ہنسیں گے۔ اہل انصاف سمجھ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کو نہ کسی کی ہنسی سے کام تھا نہ دین کی بر ھمی کی پرواہ صرف اپنی عیسویت سے کام تھا

پس ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے کسی بات کے سوچ جانے کا نام الہام رکھ دیا تھا۔ دیکھئے جب تک قادیاں میں طاعون نہ تھا تو مضمون الہام یہ تھا کہ وہ تخت گاہ رسول ہے۔ طاعون کی کیا مجال کہ وہاں قدم رکھنے اور کس وثوق سے کہا گیا کہ کوئی ہے اپنے شہر کی بابت کہے انہ آوی القریۃ پھر جب چوہڑے مرنے لگے تو قریہ قرا سے ماخوذ ہونا مضمون الہام ٹھہرا۔ اور یہ بھی اسی کا مضمون تھا کہ کہیں باہر سے آنیوالے مر نہ جائیں اور باعث اشتداد نہ ہوں اس لئے اُنکو وہاں آنیسے روکدیا۔ پھر جب عموماً ہندو مسلمان مرنے لگے اور اس قریہ کی ویرانی کی صورت بندھی۔ تو یہ ہوا کہ طاعون ماتحت الہام ہے

اپنا کام کرنے لگا۔ للعجب

ادنےٰ تامل سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ اس میں مرزا صاحب کا کوئی قصور نہ تھا۔ کذب وافتراء وغیرہ قبائح اس زمانے میں ایسے عالمگیر ہو رہے ہیں کہ خود مرزا صاحب کو اس کی شکایت تھی۔ اگر ایسے زمانے میں کوئی فرضی نبی آئے تو بحسب اقتضائے زمانہ ضرور ہے کہ وہ انہیں اوصاف کے ساتھ متصف ہو۔

لطیفہ:۔ معتصم باللہ کے زمانے میں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا جب گرفتار کیا گیا تو خلیفہ نے اس سے پوچھا۔ کیا تو نبی ہے کہا ہاں کہا کس کی طرف تو بھیجا گیا ہے کہا آپ کی طرف۔ کہا میں شہادت دیتا ہوں۔ کہ تو سفیہ اور احمق ہے۔ کہا درست ہے جیسی قوم ہوتی ہے ویسا ہی نبی بھیجا جاتا ہے۔ خلیفہ اس لطیفہ پر پھڑک گیا۔ اور کچھ انعام دے کر اس کو چھوڑ دیا۔ بس یہی معاملہ مرزا صاحب اور امت مرزا صاحب کا ہے

لیسے پر نیاید کہ بنیاد خود

بجز آنکہ بنہاد بنیاد بد

راقم محمد مہر الدین عفا عنہ از میان وٹہ

حضرت مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم ملک شام میں

نہ کہ ملک ہندوستان میں

(مولوی حبیب اللہ کلرک دفتر نہر امرتسر کے قلم سے)

گرمی کا موسم ہے۔ جون کا مہینہ ہے۔ موسم گرما اپنے عالم شباب میں ہے گرمی کی بڑی شدت ہے۔ شہر امرتسر کے مشرقی حصہ دروازہ مہاں سنگھ کے قریب ایک کوچے میں صبح کے قریب دس بجے اتوار کے دن ایک مکان میں چند